یادرفتگان

حقانیہ کے ایک گل سرسبد

تحریر: محمد وہاب منگلوری

حضرت مولانا قاضی خیرالامان منگلوری صاحب مرحوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ضلع سوات کی سرزمین اس لیے اہمیت کا حامل ہے۔ کہ یہاں بہت سے ایسے ہستیوں نے جنم لیا ہے جنہوں نے دین اسلام کی والہانہ خدمات سرانجام دی ہیں۔ اور انہیں کے برکات سے بہت سے لوگ علم وعرفان کی روشنی سے منور ہوئے ان شخصیات میں سے ایک شخصیت عالم بے بدل حضرت مولانا قاضی خیرالامان صاحب بھی تھے۔

آپ ایک مقتدر دینی شخصیت تھے اپنے وقت کے اکابرین اور اولیا و اجلہ میں شمار ہوتے تھے۔ آپ حسن اخلاق تواضع، تقویٰ، للہیت، جذبہ خدمت خلق، علمی مہارت اور بہت دیگر اعلیٰ صفات کے مالک تھے۔ آپ عارف باللہ فاضل بزرگ، زہد وریاضت، تقویٰ اور سادگی کا چلتا پھرتا نمونہ تھے۔ ایسے افراد کے حالات ہم صرف کتابوں سے اخذ کرسکتے ہیں۔ زوال اور اندراس علم کے اس دور میں ایسے نمونے عنقا نہیں۔ تو کمیاب ضرور ہیں۔ آپؒ کو شہرت اور نام ونمود سے بے حد نفرت تھی اس لیے آپ کے حالات زندگی پورے طور پر دستیاب نہیں ہیں کہ کامل طور پر نظر قارئیں کر دیں۔

آپؒ ۲۳ دسمبر ۱۹۳۲ء کو سوات کے تاریخی اور معروف گاؤں منگلور میں مولانا عبدالمنان ؒ کے گھر پیدا ہوئے۔ آپؒ کی ولادت ایک علمی گھرانے میں ہوئی۔ جنہیں علاقے میں علم وفضل کے لحاظ سے طرۂ امتیاز حاصل تھا۔ آپؒ کے والد محترم مولانا عبدالمنان صاحب اپنے وقت کے ایک متبحر اور جید عالم تھے قدیم طرز تدریس کے مطابق افغانستان اور برصغیر کے دور دراز علاقوں کے تشنگان علم کا ہر وقت ہجوم رہتا۔ اور اپنے اپنے ظرف کے مطابق فیضیاب ہوتے مولانا خیرالامان صاحب نے ابتدائی تعلیم گھر پہ حاصل کی اور شرح جامی تک فنون دارالعلوم اسلامیہ چارباغ اور مختلف مقامات پہ درس وتدریس کے حلقوں میں پڑھے تھے۔ اور شرح جامی کے بعد آپؒ استاذ الاساتذہ محدث کبیر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ اکوڑہ خٹک کے زیر درس رہے۔ کامل اور نمایاں استاد کے شاگرد بھی کامل اور نمایاں ہوتے ہیں۔ اس لیے حضرت مولانا عبدالحقؒ کے خصوصی نظر شفقت اور خاص محبت کے بدولت آپؒ بہت خصوصیات کے مالک بن گئے تھے۔ قدیم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک جو مسجد میں تھا میں آپ اکثر مولانا عبدالحقؒ کو صبح کا نماز پڑھاتے۔ اور اردگرد کے مساجد

اکثر طلباء صبح کی نماز پڑھنے کے لیے یہاں آتے ۔ نماز کے وقت آپ پر عجیب کیفیت طاری ہوتی ۔ اور اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا عجیب منظر ہوتا ۔ اور مقتدی عجیب حالت اور سرور محسوس کرتے اور اس کی اصل وجہ آپ کی کتاب اللہ کی والہانہ اطاعت اور سنتِ رسول اللہ سے بے پناہ محبت تھی ۔ آپ کے ہر قول و فعل سے بے پناہ عشق ظاہر ہوتا ۔ تمام زندگی عبادات و اعمال اور توجہ الی اللہ ، استغراق و انابت میں ڈوبی ہوئی تھی ۔ آپ نے طالب علمی کے زمانے میں دورہ حدیث کے سالانہ امتحان میں صحاح ستہ میں سو فیصد نمبر حاصل کئے تھے ۔ اور اعزازی طور پر آپ کو سو کے اوپر ایک سو ایک نمبر دیئے گئے تھے ۔

آپ سلیقے اور استقامت کے کوہ گراں تھے ۔ بڑے شفیق ، محب اور پر نور چہرے کے مالک تھے جب کسی مجلس میں علمی موضوع پر گفتگو کرتے ۔ تو ساری مجلس پر وقار اور اسلامی عظمت و حقانیت کا رنگ چھا جاتا ۔ تقریر میں آپ یگانہ روزگار تھے ۔ آپ جب تقریر کرتے تو سامعین پر رقت طاری ہو جاتی ۔ اور سامعین اتنی اطمینان سے سنتے تھے کہ گھنٹوں گھنٹوں تک نہیں تھکتے تھے ۔ اور جب تقریر ختم ہوتی تو سامعین کی یہ حالت ہوتی ۔ گویا وہ ابھی ہی تقریر کر کے بیٹھے ہیں ۔

آپ نے خلاف شرع رسم و رواج اور بدعات و منکرات کے خلاف بہت جدوجہد کی اور تمام لوگوں کو راہ راست پر لانے اور ارد گرد علاقہ میں حق و صداقت اور توحید و سنت کی کرنیں روشن کئے آپ کی زندگی کے تبلیغی اور علمی خدمات کا گویا نصب العین یہی تھا کہ نام کے مسلمان کو کام کے مسلمان اور قومی مسلمان سے دینی مسلمان بنایا جائے ۔ اسی اساس پر آپ اکابرین دیوبند کے نقش قدم پر چلتے تھے ۔ اور مسلک دیوبند ہر تحریک میں بھر پور حصہ لیا تھا ۔ سیاسی فیلڈ میں آپ مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ کے معتقد تھے ۔ اور ملکی سیاسی منظر میں بہت سے مشکلات کے باوجود جمعیت علماء اسلام کے لیے بہت کام کیا تھا ۔ آپ مولانا محمد الیاسؒ کے قافلہ فکر و دعوت اور تبلیغی جماعت سے بھی وابستہ رہے ۔ اور اسی قافلہ کو ولی اللّٰہی تحریک کا رئیس قرار دیتے ہے ۔ اور موجودہ انسانی فرسودہ نظام ظلم و استبداد کے بیخ کنی اور تمام استحصالی نظاموں کو توڑ ڈالنے کا اسی تحریک کو واحد ذریعہ قرار دیتے تھے اور سامراج دشمنی آپ کے دل و دماغ میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی ۔

آپ کے بے شمار شاگرد ہیں ۔ احقر نے بھی زمانہ سکول ۱۹۸۳ء میں آپ سے فقہ حنفی کی شہرہ آفاق کتاب کنز الدقائق پڑھی ۔ لیکن زندگی نے وفا نہ کی اور موت نے آپ سے علمی رشتے کو توڑنے پر مجبور کیا ۔ اور ہم اور دوسرے بہت سے تلامذہ آپ کے علمی یتیم ہونے پر مجبور ہوئے ۔ اور اچانک آپ کو دل کا عارضہ لاحق ہوا ۔ اور تقریباً پچاس سال کی عمر میں ۱۴ جنوری ۱۹۸۷ء کو رات کے وقت اپنے خالق حقیقی سے جا ملے ۔ آپ نے اپنے ورثہ میں بیش بہا کتب اور پسماندگان میں چار بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑی ہیں ۔